

رسالہ نمبر: ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ماہ رمضان کے فضائل و مسائل

مؤلف

محمد حبیب اللہ بیگ ازہری  
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ناشر

مکتبہ انوار القرآن  
مچھلی پٹنم، اے پی

## جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

نام کتاب	:	ماہ رمضان کے فضائل و مسائل
نام مؤلف	:	محمد حبیب اللہ بیگ ازہری
پروف ریڈنگ	:	مولانا دل نواز مصباحی، گریڈیہ، جھارکھنڈ۔
اشاعت اول	:	۳۳ رمضان ۱۴۴۷ھ / ۲۰/۲۰ فروری ۲۰۲۶
بموقع	:	یوم سیدہ فاطمہ زہراؓ
تعداد صفحات	:	۳۲
قیمت	:	۵۰ روپے
ناشر	:	مکتبہ انوار القرآن مچھلی پٹنم، اے پی۔

## ضروری گزارش

قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے بہترین مرکز ادارہ انوار القرآن کے زیر اہتمام ہر ماہ پابندی وقت کے ساتھ کسی بھی دینی یا ادبی موضوع پر ایک اہم اور گراں قدر رسالہ شائع ہوتا ہے، جسے ادارے کی خاص ویب سائٹ [Anwarulquraan.com](http://Anwarulquraan.com) سے فری ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھیں، خوب شیئر کریں، اور پیغام قرآن کو عام کرنے میں ادارے کا تعاون کریں۔

## فہرست مضامین

شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	ارشاد باری	۴
۲	رویت ہلال	۵
۳	یوم الشک کاروزہ	۷
۴	رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں	۸
۵	روزے کے فضائل	۱۱
۶	روزے کے بعض ضروری احکام	۱۵
۷	نماز تراویح	۲۲
۸	رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ کے دو پسندیدہ عمل	۲۴
۹	اعتکاف	۲۸
۱۰	شب قدر	۲۹
۱۱	صدقہ فطر	۳۰
۱۳	عید الفطر	۳۱

## ارشاد باری

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ  
بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۗ  
وَ مَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ  
الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا  
هَدَاكُمُ ۖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

[سورہ بقرہ: ۱۸۵]

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت  
ہے، جو ہدایت اور حق و باطل کے درمیان فرق کے واضح دلائل پر مشتمل ہے، تم  
میں سے جو بھی اس مہینے کو پائے روزہ رکھے، اور جو بیمار یا مسافر ہو (اور روزہ نہ رکھ  
سکے تو) وہ دوسرے دنوں سے مقررہ عدد پورا کرے، اللہ تمہارے لیے آسانی  
چاہتا ہے، اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا، اور یہ اس لیے ہے تاکہ تم مقررہ  
عدد پورا کرو اور اللہ کی کبریائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تم اللہ کا شکر  
ادا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد!

ماہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، اس ماہ مبارک کی آمد کے ساتھ عبادتوں کا ذوق بڑھ جاتا ہے، نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے، مسجدوں کی رونق بحال ہو جاتی ہے، ہر طرف تلاوت قرآن اور سماعت قرآن کی بہاریں ہوتی ہیں، اور کیوں نہ ہو کہ اس ماہ مبارک کی آمد پر جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، سرکش جن اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں، اور ہر رات بے شمار بندے جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں۔

یہ ماہ مبارک آتا ہے تو اپنے ساتھ بہت سی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، اور ماہ رمضان المبارک میں اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو بحسن و خوبی ادا کریں، تاکہ ہم اس ماہ مبارک کی برکتوں سے مالا مال ہوں، اور دونوں جہان میں کامیابی حاصل کریں۔ ہم یہاں اس ماہ مبارک میں مسلمانوں پر عائد ہونے والی بعض اہم ذمہ داریوں کا ذکر کریں گے۔

### رویت ہلال

ماہ رمضان کے سلسلے میں ہم پر عائد ہونے والی سب سے اولین ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ماہ شعبان کی ۲۹ ویں کا دن گزار کر چاند دیکھنے کی کوشش کریں، اگر چاند نظر آجائے تو دوسرے دن سے رمضان کے روزے رکھیں، اور اگر نظر نہ آئے تو جہاں رویت ہوئی وہاں سے شرعی شہادت حاصل کریں، پھر روزوں کا اہتمام کریں، اور اگر رویت نہ ہو اور شہادت بھی نہ ملے تو

شعبان کی گنتی پوری کریں، اور ۳۰ ویں شعبان کا دن گزار کر آنے والی شب سے تراویح اور روزوں کا آغاز کریں۔

واضح رہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رمضان کے ثبوت کے لیے روایت یعنی چاند دیکھنا ضروری ہے، اور اگر روایت نہ ہو سکے تو شہادت، شہادت علی الشہادت، شہادت علی القضا، کتاب القاضی الی القاضی، اکمال عدد، خبر مشہور وغیرہ سے ماہ رمضان کی آمد کا علم یقینی کا حاصل کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نئے مہینے کی آمد کا اعلان کرنا شریعت مطہرہ کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے۔

بعض افراد رویت ہلال کی اہمیت نہیں سمجھتے، اور اسلامی مہینوں کی آمد کے لیے شرعی اصولوں کی پابندی نہیں کرتے، ایسے افراد کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی عبادات کی دو قسمیں ہیں: توقیتی اور غیر توقیتی، غیر توقیتی عبادات وہ ہیں جن کی ادائیگی کے لیے شریعت اسلامیہ نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا، مثلاً: حصول علم، تبلیغ دین، تلاوت قرآن، صدقات نافلہ اور خدمت خلق وغیرہ۔ اور توقیتی عبادات وہ ہیں جن کی ادائیگی کے لیے شریعت مطہرہ نے وقت کی تحدید فرمائی، مثلاً: نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ پھر توقیتی عبادات کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جن کے لیے وقت تو متعین ہے لیکن وقت جاننے کا طریقہ متعین نہیں، دوسرے وہ جن کے لیے وقت بھی متعین ہے اور وقت جاننے کا طریقہ بھی، پہلی کی مثال نماز اور دوسری کی مثال روزہ ہے، یعنی شریعت مطہرہ نے نماز کے اوقات تو مقرر کیے، لیکن ان اوقات کو جاننے کے لیے کسی مخصوص طریقے کا پابند نہیں بنایا، لہذا نماز کی ادائیگی کے لیے کسی بھی ممکن طریقے سے دخول وقت کا علم یقینی حاصل ہو جانا کافی ہے، جب کہ روزے کا معاملہ نماز سے بہت مختلف ہے، کیوں کہ ماہ رمضان کے روزوں کے لیے جہاں وقت مقرر ہے وہیں وقت جاننے کا طریقہ بھی مقرر ہے، بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ، فإن غبی علیکم فأكملوا عدة شعبان

ثلاثین<sup>(۱)</sup>

یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ، اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

اس حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ ماہ رمضان کے فرض روزوں کی ادائیگی کے لیے چاند دیکھنا ضروری ہے، چاند نظر آجائے یا دوسرے شرعی ثبوتوں سے ماہ رمضان کی آمد کا یقینی علم حاصل ہو جائے تو رمضان کا اعلان کیا جائے، ورنہ شعبان کی تیس کی گنتی پوری کی جائے، پھر رمضان المبارک کا آغاز کیا جائے۔

### یوم الشک کا روزہ

بسا اوقات مطلع ابر آلود ہوتا ہے، لوگوں میں رویت کے حوالے سے شک کی کیفیت پائی جاتی ہے، کیوں کہ آنے والا دن تیس شعبان کا بھی ہو سکتا ہے اور یکم رمضان کا بھی، لیکن مطلع ابر آلود ہونے کے باعث کسی بھی چیز کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، ایسے دن کو عربی میں یوم الشک کہا جاتا ہے، بہت سے لوگ یوم الشک کا روزہ رکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر واقعاً رویت ہو چکی ہوگی تو ہمارا روزہ یکم رمضان کا فرض روزہ ہوگا، ورنہ تیسویں شعبان کا نقلی روزہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ اس طرح روزہ رکھنا ناجائز و گناہ ہے، اور حدیث پاک میں یوم الشک کے روزے کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من صام اليوم الذي يشك فيه الناس فقد عصى أبا القاسم<sup>(۲)</sup>

۱- صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۰۹

۱- سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب کراهیة یوم الشک، حدیث نمبر: ۶۸۶

یعنی جس نے یوم الشک کاروزہ رکھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔  
اسی لیے یوم الشک کاروزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح رمضان شریف سے ایک  
دو دن قبل روزہ رکھنا بھی منع ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا:

لَا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ<sup>(۱)</sup>  
یعنی رمضان المبارک سے ایک، دو دن پہلے روزے نہ رکھو، ہاں اگر کوئی مخصوص دن کا  
روزہ رکھتا تھا تو اس دن کاروزہ رکھ لے۔

اس حدیث کی روشنی میں ۲۹ اور ۳۰ ویں شعبان کا نفلی روزہ منع ہے، ہاں اگر کوئی شخص،  
مخصوص دن مثلاً ہر پیر یا جمعرات کو روزے رکھنے کا عادی ہو، اور آخری شعبان کو وہی دن  
آجائے تو اسے حسب معمول پیر یا جمعرات کاروزہ رکھنے کی اجازت ہوگی، ماہ رمضان سے  
ایک دو دن پہلے کاروزہ اس کے حق میں ممنوع نہ ہوگا۔

ماہ رمضان المبارک سے پہلے اور بعد میں روزوں کی ممانعت کا مقصد یہ ہے کہ رمضان  
کے فرض روزے دوسرے مہینوں کے نفل روزوں سے ممتاز ہو جائیں، اور مسلمان ماہ صیام  
کے فرض روزوں کا خصوصی خیر مقدم کریں، اور اس بات کو بجا طور پر محسوس کریں کہ جب یہ  
مبارک مہینہ آتا ہے تو اپنی انفرادی شان کے ساتھ نیکیوں کی سوغات لے کر آتا ہے، اور جب  
ہمارے درمیان سے رخصت ہوتا ہے تو عید سعید کی خوشیاں بانٹتے ہوئے رخصت ہوتا ہے۔

### رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں

اسلام کا تیسرا اہم ترین رکن روزہ ہے، روزہ، ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر

فرض ہے، جو روزے کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے، جو فرضیت کا اعتقاد رکھے لیکن بلا عذر شرعی روزہ ترک کر دے فاسق اور مردود الشہادہ ہے، قرآن کریم نے روزوں کی فرضیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۗ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - [سورہ بقرہ: ۱۸۵]

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے، جو ہدایت اور حق و باطل کے درمیان فرق کے واضح دلائل پر مشتمل ہے، تم میں سے جو بھی اس مہینے کو پائے روزہ رکھے، اور جو بیمار یا مسافر ہو (اور روزہ نہ رکھ سکے تو) وہ دوسرے دنوں سے مقررہ عدد پورا کرے، اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا، اور یہ اس لیے ہے تاکہ تم مقررہ عدد پورا کرو اور اللہ کی کبریائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق رمضان کے روزے فرض ہیں، جو اس ماہ مبارک کو پائے اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے، اور جو بیماری یا سفر کے باعث روزہ نہ رکھ سکے اسے اس بات کی اجازت ہے کہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے، اور بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے، اسی لیے قرآن کریم کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے، ارشاد باری: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۗ کوام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث

کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں جس میں آپ نے رسول کائنات ﷺ کے فرض و نفل روزوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول لا يفطر، ويفطر حتى نقول لا يصوم، فما رأيت رسول الله ﷺ استكمل صيام شهر إلا رمضان، وما رأيت أكثر صياما منه في شعبان. (۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ کبھی مسلسل روزے رکھتے، اور کبھی مسلسل افطار کرتے، لیکن آپ ماہ رمضان کے علاوہ کسی بھی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے، ماہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ ماہ شعبان میں روزوں کا اہتمام فرماتے۔

اس حدیث پاک کے مطابق رسول اللہ ﷺ بلا ناغہ پورے ماہ رمضان کے روزے رکھا کرتے تھے، اور جس طرح ماہ رمضان کے روزوں کا اہتمام کرتے کسی مہینے کا نہیں کرتے تھے، کیوں کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں، اور فرائض کی بجا آوری اللہ کی رضا جوئی کا سب سے اہم ذریعہ ہے، اسی لیے آپ رمضان شریف کے فرض روزوں کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

خرجنا مع النبي ﷺ في بعض أسفاره في يوم حار حتى يضع الرجل يده على رأسه من شدة الحر وما فينا صائم إلا ما كان من النبي ﷺ وابن رواحة (۲)۔  
یعنی ایک سخت گرم دن میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے، گرمی کی شدت کے باعث ہر شخص اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا کرتا تھا، اس وقت رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے علاوہ ہم میں کوئی اور روزہ سے نہیں تھا۔

۱- صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، حدیث نمبر: ۱۹۶۹

۲- صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۴۵

اس حدیث پاک سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے روزوں کا کس قدر اہتمام فرمایا کرتے تھے، سفر کی رخصت، گرمی کی شدت اور دھوپ کی تمازت کے باوجود آپ نے روزے رکھے، اللہ کی رضا کے لیے بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کی، اور اپنے عمل سے اس بات کی تعلیم دی کہ ہر موسم میں روزے رکھو، اللہ کی رضا کے لیے سخت گرمی میں بھی بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرو، اللہ نے چاہا تو دنیا کی یہ معمولی سی تکلیف قیامت کی ناقابل برداشت تکالیف سے دائمی نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

### روزے کے فضائل

روزہ انتہائی مقدس اور بابرکت عمل ہے، روزہ رکھنے سے نفسانی خواہشات میں کمی آتی ہے، اور روحانی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، اسی لیے نفس کو قابو میں رکھنے کے لیے روزہ رکھنے کا حکم ہے، مزید یہ کہ روزہ رکھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور روزے دار کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی دولت نصیب ہوتی ہے، اسی لیے بہت سے گناہوں کے کفارے کے طور پر روزہ رکھنے کا حکم ہے، قرآن کریم کی مختلف آیتوں میں روزے داروں کو دیے جانے والے اجر و ثواب کا ذکر ہے، سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں روزے داروں کو جنت کی خوش خبری دی گئی ہے، اور سورہ احزاب کی ایک طویل آیت میں روزے پر مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے، فرمایا:

وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْحَفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا  
وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿۳۵﴾ - [سورہ احزاب: ۳۵]

روزہ رکھنے والے، شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے اور بکثرت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

روزے کی فضیلت میں بکثرت حدیثیں وارد ہوئیں ہیں، جن میں سے ہم یہاں

صرف تین حدیثیں نقل کرتے ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه. <sup>(۱)</sup>  
جو اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے، ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

گناہ ایک مصیبت ہے، بلکہ ہر مصیبت کی جڑ ہے، اسی لیے ہمیشہ گناہ سے بچتے رہنا چاہیے، اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار کر لینا چاہیے، ساتھ ہی ساتھ ایسے اعمال کی کثرت کرنا چاہیے جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں، جس سے بندہ اپنے رب کا محبوب و مقرب بن جاتا ہے، اور یہ اللہ رب العزت کی مہربانی ہے کہ وہ ہمیں ہر سال ماہ رمضان جیسی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے، اور تھوڑی دیر کے لیے بھوک و پیاس کی مشقت برداشت کرنے پر گزشتہ تمام گناہوں کی معافی عطا فرماتا ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو اس خوب صورت موقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں، روزہ رکھ کر اپنی بخشش و مغفرت کا سامان اکٹھا کرتے ہیں، اور اللہ و رسول کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يقول الله عز وجل: الصوم لي وأنا أجزى به، يدع شهوته وأكله وشربه من أجلي، والصوم جنة، وللصائم فرحتان: فرحة حين يفطر، وفرحة حين يلقى ربه، ولخلاف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك. <sup>(۲)</sup>

اللہ عزوجل فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندے نے میرے لیے اپنا کھانا پینا چھوڑا، اور روزہ اس لیے ڈھال ہوگا، اور روزہ دار کو دو خوشیاں

۱- صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۰۱

۲- صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۰۴

ملتی ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت، اور اللہ کے حضور روزہ دار کے مونہ کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے۔

یوں تو حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ کیا جانے والا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے، لیکن روزہ کے بارے میں خصوصی طور پر فرمایا گیا کہ روزہ اللہ کے لیے ہے، اس کی وجہ شارحین حدیث نے یہ بیان کی کہ دیگر کارہائے خیر کرنے کے ہوتے ہیں، اور کرنے کے کاموں میں ریاکی گنجائش ہوتی ہے، جب کہ روزہ عمل کا نہیں بلکہ ترک عمل کا نام ہے، یعنی روزے میں کرنے کا کچھ نہیں رہتا، بلکہ کھانے، پینے کے جو کام دیگر اوقات میں کرتے تھے ان کو ترک کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے، اور کسی کام کو ترک کرنے میں ریاکی گنجائش نہیں ہوتی، اسی لیے روزے کے بارے میں فرمایا کہ روزہ اللہ کے لیے ہے، اسی لیے اس کی جزا بھی اللہ رب العزت عطا فرمائے گا۔

مزید فرمایا کہ روزے کی حیثیت ڈھال کی ہے، جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچاتی ہے، بالکل اسی طرح روزہ بندے کو نفس و شیطان کے حملوں سے بچا لیتا ہے، دنیا میں گناہ اور اس کی نحوست سے اور آخرت میں جہنم اور اس کے عذاب سے بچا لیتا ہے، اسی لیے روزوں میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کی جائے، روزہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا زینہ ہے۔

روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت تکمیل عبادت کی خوشی، دوسرے آخرت میں اللہ رب العزت سے ملاقات اور اس کے انعام و اکرام سے سرفرازی کی خوشی، لہذا دنیا و آخرت کی خوشیوں سے محظوظ ہونے کے لیے روزوں کا اہتمام کیا جائے۔

جب بندہ روزہ رکھتا ہے، اور مسلسل بھوک و پیاس کی وجہ سے منہ کی طبعی حالت بدل کر ایک مخصوص بو آنے لگے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہ بواللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ اور ایسا اس لیے کہ جب کوئی بندہ مصروف عبادت ہو کر خود کو فراموش کر دیتا ہے تو اللہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے کہ بندے نے میری رضا کے

لیے اپنی راحت و آرائش ترک کر دی، پھر ایسے محبوب بندے کا ہر عمل مقبول بارگاہ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مجاہد کے گرد آلود قدم، خون آلودہ پیرہن، چھلنی بدن، حاجی کا برہنہ سر، پراگندہ بال، روزے دار کے منہ کی بو، نمازی کی پیشانی پر جمی گرد، دعا کرنے والوں کی آہ و زاری اور اٹک اٹک کر قرآن پڑھنے والے کی آواز اللہ کو بہت پسند ہے۔

۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن فی الجنة بابا یقال له الریان، یدخل منه الصائمون یوم القیامة، لا یدخل معهم أحد غیرهم، یقال: أین الصائمون؟ فیدخلون منه، فإذا دخل آخرهم أغلق، فلم یدخل منه أحد. <sup>(۱)</sup>

جنت میں ایک دروازہ ہے، جس کا نام باب الریان ہے، قیامت کے دن اس سے روزے دار داخل ہوں گے، ان کے ساتھ کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا، قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں، تو وہ (حاضر ہوں گے، اور) باب الریان سے جنت میں داخل ہوں گے، جب آخری روزہ دار داخل ہو جائے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔

قیامت کے دن روزہ داروں کو خصوصی اجر و ثواب سے نوازا جائے گا، اور ان کو ایک مخصوص دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا، اور وہ جس دروازے سے داخل ہوں گے اس کا نام باب الریان ہوگا، ریان کا معنی سیراب ہونے والا، روزہ داروں کو اس دروازے سے داخل کرنے کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ انھوں نے دنیا میں اللہ کی رضا کے لیے بھوک و پیاس کی مشقت کی برداشت کی تو انھیں جنت میں ایسی جگہ عطا کی جائے گی جہاں پر وہ ہر طرح کی نعمتوں سے آسودہ ہوتے رہیں گے۔

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۵۲

## روزے کے بعض ضروری احکام

۱- روزہ کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے، اس دوران بہ نیت عبادت کھانے، پینے اور خواہشات نفس سے رک جانے کا نام روزہ ہے، اگر کوئی رمضان کے فرض روزے کے دوران جان بوجھ کر کھالے، پی لے یا جماع کر لے تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہے، اور غلطی سے روزہ فاسد ہو جائے تو اس پر صرف قضا ہے، کفارہ نہیں، اور اگر کوئی بھول کر کھائے، پیے یا جماع کرے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، البتہ بھول کر کھانے پینے والے پر ضروری ہے کہ یاد آتے ہی فوراً منہ کا نوالہ تھوک دے، کلی کر کے کھانے کے باقی اجزا بھی صاف کر دے، اور دن کا باقی حصہ روزے دار کی طرح گزارے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطَعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ. <sup>(۱)</sup>

اگر کوئی بھول کر کھالے، پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے، کیوں کہ اللہ نے اسے کھلایا پلایا۔

۲- ابتداءً ماہ رمضان کی راتوں میں شبِ باشی کی اجازت نہیں تھی، بعد اس کی رخصت دے دی گئی، لہذا رمضان شریف کی راتوں میں جس طرح کھانا پینا درست ہے بالکل اسی طرح اپنے اہل سے ملاقات و مداعت درست ہے، ارشاد باری ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ طَهُنَّ لِبَاسٍ لَكُمْ وَ أَنْتُمْ لِبَاسٍ لِهِنَّ ط  
عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالَّذِينَ بَاشَرُوا هُنَّ وَ  
ابْتَعُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ - [سورہ بقرہ: ۱۸۷]

یعنی روزوں کی راتوں میں بیویوں کے قریب جانا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے اوپر ظلم کیا

کرتے تھے، تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف کر دیا، تو اب ان کے قریب جاؤ اور اس فضل کو تلاش کرو جو اللہ نے اپنے کرم سے تمہارے لیے مقرر کر دیا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں صریح لفظوں میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ جس دن روزہ رکھنا ہو اس سے پہلی شب میں بیویوں سے ملاقات کرنا جائز ہے، لہذا اگر کوئی رمضان المبارک کی راتوں میں ہم بستری کرے، یا کسی کو احتلام ہو جائے اور صبح صادق سے پہلے نہانے کا موقع نہ ملے تو کوئی حرج نہیں، کیوں کہ روزے کے لیے طہارت شرط نہیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

إِنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصْبِحُ جَنَابًا مِنْ جَمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ <sup>(۱)</sup>.

اسی کے مثل ایک دوسری حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرمایا:

قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جَنَابٌ مِنْ غَيْرِ حَلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ <sup>(۲)</sup>.

ان دونوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بسا اوقات رمضان شریف کی راتوں میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نہانے کی حاجت درپیش ہوتی، اور اسی حال میں نماز فجر کا وقت ہو جاتا تو آپ غسل فرماتے، اور اپنا روزہ مکمل کرتے، نہ اس دن کا روزہ ترک کرتے نہ ہی اس روزے کی قضا کرتے۔

لہذا اگر کسی کو جنابت لاحق ہو اور وقت اتنا تنگ ہو کہ صبح صادق سے پہلے سحری اور غسل دونوں کام نہ ہو سکیں تو جو وقت ملے اس میں سحری کھالے، بعد میں غسل کر کے نماز ادا کرے، اور بہتر یہ ہے کہ طلوع فجر سے پہلے اچھی طرح کلی کر لے اور ناک کے نرم حصے تک

۱- صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۰۹

۲- صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۰۹

پانی پہنچا کر مکمل صفائی کر لے، کیوں کہ روزے کی حالت میں منہ کے ہر حصے، اور ناک کے ہر گوشے کی صفائی دشوار ہوتی ہے۔

۳- بسا اوقات روزے کے دوران بیوی سے بوس و کنار کے سلسلے میں مختلف قسم کے شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں، اس باب میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے لیے نمونہ عمل ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يقبل وهو صائم ويباشر وهو صائم ولكنه أملككم لإربه<sup>(۱)</sup>.

رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں اپنی ازواجِ مطہرات کا بوسہ لیتے اور ان کے جسم سے مس فرماتے، لیکن آپ کو اپنی ذات پر کامل اعتماد تھا۔

روزے کے دوران بوس و کنار کے سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ عورت کا بوسہ لینا، گلے لگانا، اور بدن چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا، اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے، لیکن چمنا بہتر ہے، اور بلا شہوت محض بوسہ محبت میں کوئی حرج نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے کتب فقہ کی طرف مراجعت کریں۔

۴- سحری کھانا سنت ہے، سحری کا وقت طلوع فجر سے پہلے تک ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَ كَلُوا وَ اشْرَبُوا حَتَّىٰ يَبْيُكِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

[سورہ بقرہ: ۱۸۷]

کھاؤ اور پیو، یہاں تک صبح کی سفیدی رات کی تاریکی سے ممتاز ہو جائے۔  
سحری کے معاملے میں کافی افراط و تفریط دیکھنے میں آتی ہے، بعض لوگ سحری میں کافی تاخیر کر دیتے ہیں، وقت ختم ہو جانے کے بعد بھی کھانے پینے میں لگے رہتے ہیں، اور

سمجھتے ہیں کہ اذان فجر تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، سحری کا آخری وقت وہی ہے جو قرآن کریم نے بیان کر دیا کہ رات کے ختم ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اور روزے کا وقت شروع ہو جاتا ہے، لہذا سحری کا سلسلہ اذان فجر تک جاری نہ رکھیں، بلکہ صبح صادق سے پہلے پہلے اپنی سحری ختم کر لیں۔

اس کے برخلاف بعض لوگ سحری کے لیے بیدار ہی نہیں ہوتے، اور بھوکے پیٹ روزہ رکھ لیتے ہیں، ایسا کرنا خلاف سنت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَسَحَرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَهً. <sup>(۱)</sup>

یعنی سحری کھاؤ، کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَصَلُّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكَلَةُ السَّحْرِ. <sup>(۲)</sup>

ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق یہ ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ نہیں کھاتے۔

لہذا سحری میں غفلت نہ برتی جائے، بلکہ اس سنت کو زندہ کیا جائے، اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ رات میں تراویح کے بعد اول وقت میں سونے کا معمول بنائیں، اور رات کے آخری پہر میں بیدار ہو کر نماز تہجد ادا کریں، اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں، اپنے لیے اور پوری امت مسلمہ کے لیے دعائے خیر کریں، پھر سحری کھائیں، اور نماز فجر ادا کریں۔ اس طرح نماز تہجد، آخری پہر کی دعا، سحری اور نماز فجر سب کی سعادت حاصل ہوگی، اور روزہ بھی سنت کے مطابق ادا ہوگا۔

۱۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۲۳

۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۰۹۶

۵- افطار کا وقت غروب آفتاب کے بعد ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

ثُمَّ آتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ - [سورہ بقرہ: ۱۸۷]

پھر رات آنے تک روزے کو پورا کرو۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ. (۱)

جب رات آجائے، اور دن رخصت ہو جائے تو روزہ دار افطار کر لے۔

ان آیات و احادیث کے مطابق افطار کا وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد ہے، لہذا

جب آفتاب غروب ہوجانے کا یقین ہو جائے تو بلا تاخیر افطار کر لیں، حضرت سہل بن سعد

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر. (۲)

یعنی جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے خیر اور راحت میں رہیں گے۔

اس حدیث میں جس خیر کی بشارت دی گئی ہے اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے، غروب آفتاب

کے بعد اول وقت میں افطار کرنے والا دنیا و آخرت کے ہر خیر کا حق دار ہوگا، اور ایسے بندے

کے لیے سب سے بڑا خیر یہ ہوگا کہ اس کا رب اس سے راضی ہو جائے گا، حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلَهُمْ فِطْرًا. (۳)

میرا سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو سب سے پہلے افطار کرے۔

ان دونوں احادیث میں افطار میں جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ افطار کا وقت

۱- صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۰۰

۲- صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۰۹۸

۱- سنن الترمذی، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۷۰۰

ہو جانے کے بعد یعنی غروب آفتاب کے بعد مزید تاخیر نہ کی جائے، کیوں کہ روزہ بس اتنا ہی ہے جتنا اللہ اور اس کے رسول نے بتایا، جب قرآن وحدیث میں روزے کا وقت متعین کیا جا چکا ہے تو روزے کو مزید طول دینا حکم شرع کو پامال کرنے کے مترادف ہوگا، لہذا روزہ دار کو چاہیے کہ جس طرح اس نے روزہ رکھ کر اللہ کی رضا و خوش نودی حاصل کی ہے، افطار میں بھی اس کے حکم کی بجا آوری کر کے اس کی خوشنودی حاصل کرے۔

۶- روزے کا مقصد اللہ کی رضا اور پرہیزگاری حاصل کرنا ہے، اس کے لیے کھانے، پینے اور خواہش نفس سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام اعضا کو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچانا ضروری ہے، تبھی روزے کے مقاصد پورے ہوں گے، اور اس کے ممکنہ فوائد حاصل ہوں گے، کتب احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ صرف پیٹ یا نفس کا نہیں ہوتا، بلکہ تمام اعضا کا ہوتا ہے، اسی لیے روزے کی حالت میں اپنے ہاتھوں سے کسی کو تکلیف نہ دی جائے، کسی بھی معاملے میں غلط قدم نہ اٹھایا جائے، کانوں سے کوئی بھی غلط اور خلاف شرع بات نہ سنی جائے، اسی طرح آنکھوں کو بد نگاہی سے اور زبان کو بد کلامی سے بچایا جائے، ظاہر سی بات ہے کہ جو بندہ اللہ کی رضا کے لیے کھانے پینے کی حلال چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے، جائز اور مباح خواہشات کو ترک کر دیتا ہے اس کے لیے یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ، پیر، کان، آنکھ اور زبان سے کسی بھی ناجائز یا حرام کام کا ارتکاب کرے، جو لوگ روزہ رکھ کر حرام کاموں میں ملوث رہتے ہیں ان کے روزے مقبول نہیں ہوتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه<sup>(۱)</sup>  
جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ کو اس کے روزے سے کوئی سروکار نہیں یعنی جو روزہ رکھ کر جھوٹ بولتا ہے، اپنی زبان کا غلط استعمال کرتا ہے، غیبت، چغلی،

فحش کلامی، ایذا رسانی، اور زبان درازی سے باز نہیں آتا اللہ اس پر نظر رحمت نہیں فرماتا، اور اس کے روزے قبول نہیں کرتا، اسی لیے روزے دار کو چاہیے کہ روزے کی حالت میں اپنے تمام اعضا کو گناہوں سے محفوظ رکھے، تاکہ روزہ بارگاہ الہی میں مقبول ہو، اور اس کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنے۔

۷۔ ماہ رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ لوگ مسجدوں کا رخ کرتے ہیں، نماز اور دیگر عبادتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں، جو یقیناً بہت بڑی خوشی اور سعادت کی بات ہے، لیکن انھی میں کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو یا تو مسجدوں کی حرمت و تقدس کو نہیں جانتے، یا پھر جان بوجھ کر مسجدوں کی بے حرمتی کرتے ہیں، والعیاذ باللہ۔

یاد رکھیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، اسی لیے ہمیشہ مسجدوں کا ادب و احترام ملحوظ رکھا جائے، مسجدوں کا ادب یہ ہے کہ بچوں اور پاگلوں کو مسجدوں سے دور رکھا جائے، مسجدوں میں خرید و فروخت نہ کی جائے، مسجدوں کو راستہ نہ بنایا جائے، مسجدوں میں بھیک نہ مانگی جائے، مسجدوں کو ہر طرح کے شور و شغب سے دور رکھا جائے، اور مسجدوں میں فضول اور لالچینی باتیں نہ کی جائیں، آج کل مسجدوں میں موبائل کا استعمال عام ہے، اکثر جگہوں کا حال یہ ہے کہ لوگ ماہ رمضان میں نماز کے لیے مسجدوں میں آتے ہیں، نمازوں سے فراغت کے بعد موبائل میں مصروف ہو جاتے ہیں، جو یقیناً آداب مسجد کے خلاف ہے۔

واضح رہے کہ ہر چیز کا ایک مقصد ہوتا ہے، اور مسجدوں کی تعمیر کا بھی ایک مقصد ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان میں اللہ کی کبریائی بیان کی جائے، اور اسی کی تسبیح اور پاکی بیان کی جائے، اور اس کے حضور حاضر ہو کر توبہ و استغفار کیا جائے، اور اس کی خوشنودی حاصل کی جائے، قرآن کریم نے مسجدوں میں حاضر ہو کر ذکر الہی میں مصروف رہنے والے نیک بندوں کے بارے میں فرمایا:

فِي بَيِّوتِ اِذْنِ اللّٰهِ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝  
رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ  
يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَاَلْبَصَارُ ۝ لِيَجْزِيََهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ  
فَضْلِهِ ۗ وَاللّٰهُ يَزِدُّكَ مِّنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ [سورہ نور: ۳۶-۳۸]

جن گھروں کو اللہ نے بلند کرنے اور ان میں اپنا نام ذکر کرنے کا حکم دیا ان میں صبح و شام  
کچھ ایسے افراد اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے،  
نماز قائم کرنے اور زکات دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں  
دل اور نگاہیں پلٹ جائیں گی۔ اور یہ تسبیح اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ انہیں ان کے بہترین عمل  
کا بدلہ عطا فرمائے گا اور انہیں مزید اپنے فضل سے نوازے گا، اور اللہ جسے چاہتا ہے بے  
حساب عطا فرماتا ہے۔

مسجد میں آنے والے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان محبوبان بارگاہ کے نقش قدم پر  
چلیں، مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اپنا موبائل آف کر لیں، یا کم از کم Silent کر لیں اور  
Data بند کر دیں، اور تھوڑی دیر کے لیے ساری دنیا سے لاتعلقی ہو کر اپنے رب کی طرف  
رجوع کریں، مکمل یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ اس کی بندگی کریں، اور اس امید کے ساتھ  
عبادت کریں کہ اللہ رب العزت ہماری طاعتوں کو قبول فرمائے گا اور اپنے فضل و کرم سے  
شاد کام فرمائے گا۔

### نماز تراویح

رمضان المبارک کے دن ہی نہیں بلکہ راتیں بھی بڑی بابرکت ہیں، اس لیے رمضان  
المبارک کے دنوں کو روزوں میں اور راتوں کو قیام میں گزارنا چاہیے، بخاری شریف میں  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه.<sup>(۱)</sup>  
یعنی جو ماہ رمضان میں اللہ جل مجدہ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے محض حصول ثواب کے لیے قیام کرے اس کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

ماہ رمضان کی راتوں میں نوافل کی ادائیگی مستحسن ہے، اور تراویح سنت موکدہ ہے، تراویح میں ایک بار قرآن ختم کرنا سنت موکدہ، دو بار فضیلت اور تین بار افضل ہے، تراویح کی اصل بیان کرتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تین رات تک مسجد نبوی میں صحابہ کے ساتھ نماز ادا فرماتے رہے، چوتھی شب حسب معمول صحابہ گرام مسجد میں جمع ہوئے، لیکن آپ تشریف نہیں لائے، نماز فجر کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

أما بعد، فإنه لم يخف علي مكانكم، ولكنني خشيت أن تفرض عليكم فتعزجوا عنها، فتوفي رسول الله ﷺ والأمر على ذلك.<sup>(۲)</sup>  
کل رات تم نماز کے لیے جمع ہوئے، لیکن میں اس خوف سے نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض ہو جائے اور تم ادا نہ کر سکو، آپ کی حیات ظاہری تک تراویح کا یہی معمول رہا۔  
پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں علاحدہ علاحدہ اور مختلف طریقوں پر نماز ادا کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک امام کی اقتدا میں جمع کر دیا، اور فرمایا:  
یہ کتنا عمدہ طریقہ ہے، کتنی اچھی بدعت ہے۔<sup>(۳)</sup>

اس طرح عہد فاروقی سے باجماعت نماز تراویح کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔

۱- صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، حدیث نمبر: ۲۰۰۹

۲- صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، حدیث نمبر ۲۰۱۲

۳- صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، حدیث نمبر ۲۰۱۰

واضح رہے کہ نماز تراویح مرد و عورت دونوں کے لیے سنت موکدہ ہے، اسے ترک کرنا جائز نہیں، تراویح بیس رکعات ہے، بہار شریعت میں ہے:

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے، اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے عہد میں بھی پوہیں تھا۔ اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں تیس رکعتیں پڑھتے۔ بیہقی نے کہا کہ ان میں تین رکعتیں و ترکی ہیں۔ اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔ نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں حکمت یہ ہے کہ فرائض و واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے، اور کل فرائض و واجبات کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں، لہذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں۔<sup>(۱)</sup>

مختصر یہ کہ تراویح بیس رکعات ہے، اور صدیوں سے امت مسلمہ کا عمل اسی پر ہے، لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بیس رکعات تراویح کا التزام کریں۔

### رمضان شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پسندیدہ عمل

رمضان شریف رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے، اس ماہ مبارک میں نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، اسی لیے جہاں تک ہو سکے اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی عادت بنانا چاہیے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں قرآن کریم کا دور کرتے، اور دوسرے مہینوں سے زیادہ صدقہ کیا کرتے تھے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

۱- بہار شریعت، حصہ چہارم، تراویح کا بیان، ص: ۶۸/۶۸۸

كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير، وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبريل، وكان جبريل يلقاه كل ليلة في رمضان حتى ينسلخ، يعرض عليه النبي ﷺ القرآن، فإذا لقيه جبريل كان أجود بالخير من الريح المرسلة.<sup>(۱)</sup>

یعنی نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خیر و برکت عطا فرمانے والے سخی تھے، اور رمضان شریف میں حضرت جبریل سے ملاقات کے وقت آپ اور زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام آخری رمضان تک ہر رات آپ سے ملاقات کیا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے، اس وقت آپ چلتی ہو اسے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وفي هذا الحديث فوائد منها بيان عظم جوده ﷺ، ومنها استحباب إكثار الجود في رمضان، ومنها زيادة الجود والخير عند ملاقات الصالحين وعقب فراقهم للتأثر بلقائهم، ومنها استحباب مدارس القرآن.<sup>(۲)</sup>

اس حدیث سے کئی افادات حاصل ہوئے، جن میں سے بعض یہ ہیں:

- ۱- حضور ﷺ بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔
- ۲- رمضان میں زیادہ سخاوت کرنا مستحب ہے۔
- ۳- صالحین سے ملاقات کے وقت اور ان سے جدا ہونے کے بعد خوب سخاوت اور بھلائی کرنا، تاکہ ان سے ملاقات کا اثر ظاہر ہو۔
- ۴- آپس میں قرآن کریم کا درس اور اعادہ کرنا۔

۱- صحیح البخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۰۲

۲- شرح النووی علی صحیح مسلم، ج: ۱۵، ص: ۶۹

اس حدیث پاک کے مطابق نبی کریم ﷺ رمضان شریف میں روزوں کے علاوہ تلاوت قرآن اور صدقات نافلہ کا خصوصی التزام فرمایا کرتے، ہر رات سید الملائکہ امین وحی حضرت جبرئیل کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے، اور جب داد و دہش پہ آتے تو بارانِ رحمت کی نوید مسرت لیے شرق و غرب میں چلتی ہوئے سے زیادہ آپ سخاوت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔

اس حدیث پاک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کے جود و سخاوت کو چلتی ہوئے سے تشبیہ نہیں دی، بلکہ فرمایا کہ آپ چلتی ہوئے سے زیادہ جود و سخاوت کا مظاہرہ فرماتے تھے، کیوں کہ کبھی تیز چلتی ہو بھی رک جاتی ہے، لیکن حضور رحمت عالم ﷺ کی نوازشوں اور عنایتوں کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا تھا۔

کریم ایسا ملا جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے  
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمھارا دل اضطراب میں ہے  
(اہلی حضرت)

اس حدیث پاک سے ہمیں یہ سبق ملا کہ رمضان شریف میں خصوصی طور سے دو کام کرنا چاہیے، ایک سخاوت، دوسرے تلاوت قرآن، یہ دونوں کام سال بھر کیے جاسکتے ہیں، لیکن ان کاموں کو بڑے وسیع پیمانے پر انجام دینے کا سب سے موزوں اور خوب صورت موقع رمضان المبارک ہے، شاید یہی وجہ تھی رسول اللہ ﷺ نے ان دو کاموں کے لیے رمضان المبارک کا انتخاب فرمایا، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس سنت کو زندہ کریں، اور اس ماہ مکرم میں خوب صدقہ و خیرات کریں، اس کے لیے پہلے ہی سے منصوبہ بندی کر لیں، جن کو اللہ نے فراخی اور خوش حالی عطا فرمائی ہے وہ چاہیں تو زکات، عشر اور فطرے کے علاوہ ایک اچھی رقم مختص کر سکتے ہیں، مناسب معلوم ہو تو اس رقم کے تین حصے کر لیں، ایک حصہ غرباء، فقراء، مساکین، یتیم اور بیواؤں میں تقسیم کر دیں، ایک حصہ رمضان شریف کے زائد اخراجات میں آسانی کے لیے رشتہ داروں

اور پڑوسیوں تک پہنچادیں، اور ایک حصہ دینی تعلیم اور مذہبی ہدایات کے مطابق تعلیم کے لیے خاص کر دیں، اس طرح اس حدیث پاک پر عمل بھی ہو جائے گا، اور ہمارے بہت سے دینی، ملی، سماجی اور عالمی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔

اس ماہ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری اہم سنت کثرت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت اور درس ہے، اس سنت کو زندہ رکھنے کے لیے ہمیں ہر ممکن طریقے سے قرآن کریم سے وابستگی بڑھانا ہوگی، جن کو قرآن پڑھنا نہیں آتا وہ کسی اچھے قاری سے پڑھنا سیکھیں، جن کو پڑھنا آتا ہے وہ حفظ کریں، اور جن کو یاد ہے وہ دور کریں اور قرآن کریم سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں، اور جو سمجھ کر پڑھ سکتے ہیں وہ دوسروں کو قرآن کریم کا درس دیں، اور قرآنی تعلیمات کو عام سے عام تر کرنے کی کوشش کریں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر کم من تعلم القرآن وعلمه.<sup>(۱)</sup>

تم میں سب سے بہتر ہے جو خود قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے۔

اس کار خیر کے لیے سب سے زیادہ موزوں وقت رمضان شریف ہے، اللہ رب العزت نے اس ماہ مبارک کو نزول قرآن کے لیے مختص کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت تلاوت اور مذاکرہ قرآن کے لیے مختص کیا، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اسے قراءت و سماعت، تعلیم و تعلم اور تبلیغ و تذکیر کے لیے مختص کریں، اور قرآن کریم کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کی کوشش کریں۔

الحمد للہ ہماری تحریک انوار القرآن برسوں سے قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں سرگرم عمل ہے، تحریری، تقریری اور تعلیمی میدان میں اپنی بساط کے مطابق کوشش کر رہی ہے، رمضان شریف اور دیگر مواقع خیر پر ہر ممکن طریقے سے اس تحریک کا تعاون کرتے

رہیں، تاکہ قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں آپ کا بھی وافر حصہ رہے۔

## اعتکاف

رمضان المبارک کا آخری عشرہ کا بڑی اہمیت کا حامل ہے، اسی لیے رسول کائنات ﷺ آخری عشرے میں اعتکاف کرتے اور خوب عبادتیں بجالاتے تھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان النبي ﷺ إذا دخل العشر شد متزرها وأحيا ليله وأيقظ أهله. (۱)  
یعنی جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول کائنات ﷺ اپنے اہل سے کنارہ کشی اختیار فرماتے، عبادت کے لیے کمر بستہ ہو جاتے، راتوں کو عبادتوں میں گزارتے، اپنے اہل کو بیدار کرتے، اور انہیں بھی اپنے ساتھ عبادت میں شامل کرتے۔

مزید فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الأواخر ما لا يجتهد في غيره. (۲)  
یعنی رسول اللہ ﷺ دوسرے عشروں سے زیادہ آخری عشرہ میں عبادت کرتے، اور مجاہدے کرتے۔

آخری عشرے کی سب سے اہم اور قابل ذکر عبادت اعتکاف ہے، مخدومہ کائنات، صدیقہ بنت صدیق ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان النبي ﷺ يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه الله، ثم اعتكف أزواجه من بعده. (۳)

۱- صحیح البخاری، کتاب التراویح، حدیث نمبر: ۲۹۲۴

۲- صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: ۱۱۷۵

۳- صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، حدیث نمبر ۲۰۲۶

یعنی سید کائنات ﷺ تادم اخیر ماہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے، آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اعتکاف سرکار ﷺ کی محبوب ترین سنت ہے، اور مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی اعتکاف مشروع ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ مردوں کا اعتکاف مساجد میں اور عورتوں کا اعتکاف گھروں میں عبادتوں کے لیے مخصوص کمروں میں ہوگا، جنہیں مسجد بیت کہا جاتا ہے۔

### شب قدر

شب قدر کو عربی میں لیلة القدر کہتے ہیں، لیلة القدر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک کی ایک مستقل سورت اس نام سے نازل ہوئی، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۗ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۗ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَخَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۗ تَنزِيلُ الْمَلَكِ وَ الرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۗ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۗ [سورہ قدر]

یعنی ہم نے شب قدر میں قرآن نازل کیا، تمہیں معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے، اس شب حکم الہی جبریل امین اور دیگر فرشتے زمین پہ اترتے ہیں، رات سے لے کر صبح صادق تک سلامتی ہوتی ہے۔

مختلف احادیث کے مطابق لیلة القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

تحروا لیلة القدر في العشر الأواخر من رمضان. (1)

یعنی آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلتہ القدر کو تلاش کرو۔  
آخری عشرے میں لیلتہ القدر کو تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے ہر طاق رات کو لیلتہ القدر کا درجہ دیا جائے، اور ہر طاق رات میں بیدار رہ کر عبادت کی جائے، آج کل طاق راتوں میں شب بیداری کا اہتمام تو ہوتا ہے لیکن توبہ و استغفار اور عبادت و ریاضت کے لیے نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے، اور ایسی مقدس راتوں کو صرف اور صرف عبادت و مناجات میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

### صدقہ فطر

عید سعید کی خوشیوں میں مال داروں کے ساتھ فقرا و مساکین اور غریب و نادار افراد کو شامل کرنے کے لیے صدقہ فطر مشروع ہوا، ہر جامع شرائط صاحب نصاب مسلمان پر اپنا اور اپنی نابالغ اولاد کا صدقہ فطر واجب ہے، صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں، یا آٹا، یا ستو، یا ایک صاع کھجور، یا جو، یا یا اس کا آٹا، یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت ہے۔ علاقے اور وقت کے اعتبار سے صدقہ فطر کی قیمتوں میں تفاوت ہوتا رہتا ہے، اس سلسلے میں اپنے علاقے کے کسی سنی صحیح العقیدہ مستند عالم دین سے رجوع کیا جائے، اور کامل احتیاط کے ساتھ رضائے الہی کے لیے نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أن رسول الله ﷺ كان يأمر بإخراج الزكاة قبل الغدو للصلاة يوم الفطر.<sup>(۱)</sup>  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم دیتے تھے، کیوں کہ صدقہ فطر کا مقصد غریبوں کو عید کی خوشیاں فراہم کرنا ہے، اس مقصد خیر کی تکمیل اسی وقت ممکن ہے جب نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔

## عید الفطر

ماہ رمضان المبارک گزار کر یکم شوال کو عید الفطر منائی جاتی ہے، یہ دن اللہ رب العزت کی جانب سے خصوصی انعام و اکرام کا دن ہوتا ہے، شعب الایمان کی ایک طویل حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

فإذا كان يوم عيدهم، يعني يوم فطرهم، باهى بهم ملائكتهم، فقال: يا ملائكتي ما جزاء أجيروني في عمله؟ قالوا ربنا جزاؤه أن يوفي أجره، قال: يا ملائكتي! عبيدي وإمائي قضوا فريضتي عليهم، ثم خرجوا يعرجون إلي بالدعاء، وعزتي وجلالي وكرمي وعلوي وارتفاع مكاني لأجيبهم، فيقول: ارجعوا، فقد غفرت لكم وبدلت سيئاتكم حسنات، قال: فيرجعون مغفورا لهم.<sup>(۱)</sup>

یعنی عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے بندوں کے سلسلے میں مہابات فرماتا ہے، پھر ان سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا صلہ کیا ہو سکتا ہے جس نے پوری پوری مزدوری کی، ملائکہ عرض کرتے ہیں: مولیٰ! اس کا صلہ یہ ہے کہ اسے پورا پورا اجر دیا جائے، اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے میرے عائد کردہ فرض کو ادا کر دیا، پھر دعا و استغفار کرتے ہوئے میری بارگاہ میں حاضر ہوئے، مجھے میری عزت و جلال، میری بخشش و عطا، اور میری عظمت و کبریائی کی قسم میں اپنے بندوں کی دعائیں قبول کروں گا، فرشتو! جاؤ، میرے بندوں کو خوش خبری سنا دو کہ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا، اور تمہارے سارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا، اس وقت بندے اللہ جل شانہ کی جانب سے بخشش و مغفرت کے خوب صورت تحائف لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں

۱- شعب الایمان، الباب الثالث والعشرون، باب ليلة العيد ويومها. حدیث نمبر: ۳۷۱۷

گے، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کے لیے عید کا سب سے عظیم ترین تحفہ ہوگا۔  
اللہ رب العزت ہمیں ماہ رمضان المبارک کی قدر کرنے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی سنت و شریعت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔  
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ  
و أصحابہ أجمعین، برحمتک یا أرحم الراحمین.